جناب پروفیسر محمد سلیمان اظہر
لیکچرار، اسلامیہ یونیورسٹی۔ بہاولپور

علم النحو — ابتداء و ارتقاء

جس طرح اسلام کی آمد سے عرب لوگ غیر عرب ممالک میں پھیلے، اسی طرح عربی زبان غیر ممالک میں پھیلی۔ اس عربی و عجمی اختلاط سے عربی زبان بہت متاثر ہوئی۔ جب عجمی ممالک میں اسلام کی اشاعت ہوئی تو غیر عرب ممالک کے مسلمان عربی قواعد سے ناواقفیت کی بنا پر قرآنِ کریم کی قرأت میں غلطی کے مرتکب ہونے لگے تو علماء نے اس کے قواعد منضبط کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ مؤرخین و ناقدین، قواعد نحو کی ابتداء ابو الاسود الدولی ف ۶۹ ھ سے منسوب کرتے ہیں۔ ابن خلکان کا خیال ہے کہ نحو کے اصول سب سے پہلے حضرت علیؓ نے وضع کئے تھے۔ آپ نے دؤلی سے کہا:

"انح ھذا النحو یا ابا الاسود"

اور فرمایا:

"الکلام کلہ ثلاث، اسم، فعل، حرف۔ فالاسم ما انبأ عن المسمی والفعل ما انبأ عن الحرکۃ المسمی والحرف ما انبأ من معنی لیس باسم ولا فعل، کل فاعل مرفوع وکل مفعول منصوب وکل مضاف الیہ مجرور"

بعض کا خیال ہے کہ قواعد نحو فراہم کرنے کی بنیاد حضرت عمرؓ کے زمانہ سے شروع ہوگئی تھی۔ ہاویل (HOWELL) اپنی کتاب (A GRAMMER OF ARABIC LANGUAGE) کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ یہ کام شہادتِ علیؓ کی وجہ سے رک گیا اور تقریباً دس سال تک اس کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ قرأت قرآن اور روایات کے اختلاف سے متن قرآن میں تحریف کا خدشہ لاحق ہوگیا —— اس کے بعد زیاد بن ابیہ نے ابو الاسود کو بلا کر کہا کہ عجمیوں کے اختلاط سے زبان بگڑ نہ جائے اور ہم قرآن کی فہم عام کیلئے اصول متعین کریں لیکن ابو الاسود نہ مانا۔ چنانچہ زیاد نے ایک آدمی کو تیار کیا، اس نے اس فحش غلطی کا

سدِ باب کرنے کیلئے علمِ نحو کے ابتدائی قوانین وضع کئے اور پھر علمِ نحو کے اس قدر جلد مدون ہو جانے کی سب سے بڑی وجہ قرآن کی قرأت میں لوگوں کو اعراب کی غلطیوں سے بچانا تھا۔

ایک اور روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ گھر میں ابو الاسود کی بیٹی نے اس سے کہا:

"مَا اَحسنُ السَّماءِ؟"

تو آپ نے جواب دیا:

"النجوم!"

تو بیٹی نے کہا "میں تو یہ پوچھ رہی تھی کہ موسم کتنا اچھا ہے" اس کے بعد انکو علم النحو مرتب کرنے کی ضرورت کا احساس ہوا، مگر اس روایت میں تواتر نہیں ہے۔

دوسری صدی ہجری کے خاتمہ سے پہلے ہی خلیل بن احمد اور سیبویہ جیسے نحویوں نے اس علم کی تکمیل کر دی حالانکہ یونانیوں نے اپنی زبان کی گرامر قیام سلطنت کے صدیوں بعد اور رومیوں نے لاطینی زبان کے قواعد اپنی سلطنت کے قیام کے چھ سو سال بعد مدون کئے۔

یہ متفق علیہ امر ہے کہ اموی دور میں نحو کے قواعد وجود میں آئے اور اس کی بنا ابو الاسود نے ڈالی اور ترقی عباسی عہد میں ہوئی۔ ابو الاسود ہی بصرہ کے مکتبِ نحو کا بانی تھا اور یہی مکتب سب سے پہلے وجود میں آیا۔ اس کی وفات کے سو سال بعد تک کوئی دوسرا سکول قائم نہ ہو سکا۔ دوسری صدی میں خلیل بن احمد اور سیبویہ نے بصرہ میں الفرا اور الکسائی نے کوفہ میں قواعد صرف و نحو کو بڑی ترقی دی۔

<u>دو مکاتبِ نحو:</u>

علمِ نحو کا مرکز بصرہ اور کوفہ ہی رہے۔ بصرہ کی سرزمین سنگلاخ تھی۔ اسی لئے اسے بصرہ کہتے تھے۔ کوفہ بصرہ سے ۴۰ میل دور ہے۔ بصرہ کے آباد ہونے کے ۸ ماہ بعد کوفہ آباد ہوا تھا۔ بعض نے سو، دو سو سال کا عرصہ بتایا ہے۔ کوفہ کے درمیان ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ عربی میں چھوٹی پہاڑی کو کوفہ کہتے ہیں اور خاص کر ریت کے تودے کو کوفہ کہتے ہیں ———— قواعد نحو میں اہلِ بصرہ مکتب کوفہ کے استاد ہیں۔ کوفہ والے بعض اصولوں اور چند فروعات میں اہلِ بصرہ سے اختلاف رکھتے تھے۔ یہ اختلافات آگے چل کر جب شدتِ اختلاف بن گیا تو نتیجہ کے طور پہ دو مشہور اور جداگانہ دبستانِ خیال بن گئے۔ اصولوں کے لحاظ سے دونوں سکول متحد تھے مگر سند پکڑنے میں دونوں کا طریق کار علیحدہ تھا۔ ایک قیاس کو ترجیح دیتا تھا تو دوسرا سماع کو اہم خیال کرتا تھا۔ چنانچہ "HOWELL" یوں رقم طراز ہے:

THE TWO SCHOOLS AGREE IN PRINCIPLE BUT DIFFER

IN PRACTICALS. THEY HAD INHERITED THE SAME SYSTEM OF GRAMMER FROM THEIR COMMON PREDECESSOR AND FOR ITS DEVELOREMENT THEY TRUSTED TO SOME RESOURCES.

احمد حسن زیات اپنی تاریخ ادب عربی میں لکھتے ہیں کہ بصرہ کے علما رسماع کو مقدم سمجھتے تھے اور قیاس سے بہت کم کام لیتے تھے۔ اہل کوفہ اپنے مسائل اکثر و بیشتر قیاس کی کسوٹی پہ پرکھتے۔ اس کو ایک قابل اعتماد ذریعہ سمجھتے۔ ان کے باہمی اختلاف کے متعلق کافی کچھ روایات میں آتا ہے۔

عصر عباسیہ میں علم النحو بصرہ اور کوفہ میں زیادہ تر مساجد میں پڑھایا جاتا تھا۔ بصرہ کے علمار نحو کوفہ والوں پر فائق تھے۔ اہل کوفہ شعر وغیرہ میں بصرہ والوں سے بڑھ گئے۔ یہ دونوں مکاتب فکر تیسری یا چوتھی صدی کے وسط تک قائم رہے۔ بصرہ اور کوفہ فتنہ و فساد کا مرکز بن گئے تو علمار کی اکثریت بغداد چلی گئی ان دنوں بغداد علوم و فنون کا گہوارہ تھا۔ یہاں پر بصرہ کے مشہور نحوی ابن قتیبہ مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے تھے اور اپنی وفات ۲۷۶ھ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اس کے علاوہ المبرد (بصری) ف ۲۸۵ھ اور کوفہ کے ثعلب ف ۲۹۱ھ جو بصرہ اور کوفہ کے مکاتب نحو کے آخری چراغ تھے، بغداد میں ہی سکونت اختیار کر گئے۔ بہت سے طلبار نے ان سے استفادہ کیا۔ اسی طرح دونوں دبستانوں کے قواعد اور اصول یکجا ہونے کے لئے سازگار ماحول پیدا ہو گیا۔ نتیجۃً اس سے ایسی پود تیار ہوئی جس نے مکتب بغداد کی بنا ڈالی چنانچہ نحو کا تیسرا دبستان وجود میں آیا۔ اب اس فن میں نحویوں نے کوئی جدید اضافے نہیں کئے بلکہ سیبویہ کی "الکتاب" کی شرحیں لکھیں یا بعض رسائل کے حاشیے لکھے۔ ابن خالویہ اس دور کا مشہور نحوی تھا۔ اس کی نحوی تصنیف "رسالۃ فی اعراب" مشہور ہے۔ اندلس کے مشہور علمار نحو میں ابوبکر الزبیدی ف ۳۷۹ھ ہے۔ اس کی تصانیف "الاستدراک علی سیبویہ" "الواضح فی النحو العربیۃ" ہیں۔ اس کے علاوہ ابن جنی ف ۳۹۲ھ بغداد کے بڑے علمار میں شمار ہوتا ہے۔

عباسیوں کا آخری دور ۴۴۷ھ سلاجقہ کے بغداد میں داخل ہونے سے شروع ہو کر ۶۵۶ھ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسی دور میں لغت و نحو میں بھی گرانقدر اضافے عمل میں آئے۔

بصرہ کے نحوی

شخصیات: عیسٰی بن عمر: یہ خلیل بن احمد سیبویہ جیسے نامور ادبار کا استاد تھا۔ اسکی

دو کتابیں "الجامع" اور "الاکمال" کا ذکر ملتا ہے مگر ناپید ہیں۔

۲۔ یونس بن حبیب الضبی:

ضب بنی تمیم کی ایک شاخ ہے۔ ابوعمرو کا استاد تھا۔ اس نے بدویوں سے سماع کیا۔ نحوی ان دنوں شعر سے سماع کرتے تھے اور استشہاد کرتے تھے۔ اس سے سیبویہ نے علم حاصل کیا۔

۳۔ ابوعمرو بن العلاء المازنی:

مکہ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ میں ۱۵۴ھ میں وفات پائی۔ بصرہ میں عمر گذاری۔ پہلے شعر کہتے تھے پھر بالکل چھوڑ دیئے۔ حتیٰ کہ اپنا دیوان بھی جلا دیا اور قرآن حفظ کیا اور علم نحو بھی سیکھ لیا۔

۴۔ خلیل بن احمد:

ف ۱۷۴/۱۷۵۔ یقال لہ فیلسوف الوقت فاق من قبلہ وما ادرکہ من بعدہ۔

بنو ازد کی ایک شاخ میں پیدا ہوا۔ اس نے نحو کے استخراج میں قیاس کو بھی لیا۔ بصری بامر مجبوری قیاس سے کام لیتے تھے۔ اس کا باپ پہلا شخص ہے جو نبیؐ کے بعد احمد کہلایا۔ خلیل بڑا زاہد تھا، ہر سال حج کرتا، موقع پا کر عرفات میں شامل ہوتا۔ یہ علم نحو کا حقیقی مؤسس ہے۔ علم عروض پر اس نے پہلی بار تحقیق کی اور بحث کی۔ اس کی کتاب زمانے کے ہاتھوں بالکل تھوڑی سی محفوظ رہ گئی ہے۔ صاحب کتاب العین، کتاب الشواہد، کتاب النغم، کتاب الاتباع سیبویہ نے اپنی کتاب "الکتاب" میں جہاں "قال" اور "سمعتہ" کہا ہے، وہاں خلیل بن احمد ہی مراد ہے۔

۵۔ سیبویہ:

امام البصریین ف ۱۷۷ھ۔ ابوبشر عمرو بن عثمان کا لقب سیبویہ ہے۔ ایران میں پیدا ہوا اور بصرہ میں پرورش پائی۔ ایک دن حماد بن سلمہ کی املاء کرائی ہوئی ایک حدیث لکھ رہا تھا۔ جس کی عبارت میں سیبویہ نے "لیس ابا الدرداء" کو ابوالدرداء کہا۔ اس پر حماد نے کہا کہ تو نے لحن کیا ہے۔ تب سیبویہ نے کہا کہ اب میں وہ علم حاصل کروں گا جس کے بعد میری زبان میں غلطی نہ نکال سکے اس نے اپنی نحو کی کتاب کا نام "الکتاب" رکھا۔

کسائی امام کوفہ اور سیبویہ کے درمیان مناظرہ ہوا۔ ہوا یوں کہ سیبویہ کوفہ شہرت کے حصول کیلئے آیا۔ لیکن کسائی کے آگے چراغ نہ جل سکا۔ آخر فصیح العرب دیہاتی کو مناظرہ کے فیصلہ کے لئے مقرر کیا گیا جو سیبویہ کے حق میں ہو گیا۔

مناظرہ:

"کنت اظن ان العقرب اشد لسعۃ من الزنبور فاذا ھو ایاھا"

کسائی نے سوال کیا، فصیح عربوں کا کیا طریقہ ہے؟ سیبویہ نے کہا کہ "ایاہا" کی ضمیر منصوب لانا جائز نہیں بلکہ "فاذا ھو ھی" ہونا چاہیئے۔

الجاحظ نے ایک مرتبہ امیر محمد بن عبدالملک کو تحفۃً سیبویہ کی "الکتاب" کا نسخہ بھیجا اور محمد بن عبدالملک نے اسے بہت سا مال دیا۔

۶۔ قطرب النحوی:

ف ۲۰۶ھ، سیبویہ کا تلمیذ، دونوں اکثر اکٹھے رہتے تھے۔ رات کو دروازے کے باہر پایا تو کہا: ما انت الا قطرب اللیل" اسی لئے اس کا لقب پڑ گیا۔ معتزلی خیالات کا مالک تھا۔ معانی القرآن، العلل فی النحو، الاضداد، اعراب القرآن، الغریب فی اللغۃ کا مصنف ہے۔

۷۔ ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ:

ف ۲۱۰ھ، بصرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں انتقال ہوا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کچھ خوارج کی طرف مائل تھے۔ مگر ان کے نقص العقیدہ کا ان کی تصانیف سے پتہ نہیں چلتا۔ انہوں نے مجاز القرآن تصنیف کی جسے کتاب المجاز بھی کہتے ہیں۔ یہ خلیل بن احمد کا شاگرد تھا۔ اصمعی کا کہنا ہے کہ اس نے اپنی کتاب مجاز میں اپنی رائے کو داخل کر دیا ہے۔ ابوعبیدہ اور اصمعی میں کئی بار مناظرہ ہوا۔ اصمعی بڑا حاضر جواب تھا۔ صاحب بن عباد وزیر ان کے بارے میں رائے دیتا ہے کہ اصمعی موتیوں کے بازار میں گیہوں بیچتا ہے اور ابوعبیدہ گیہوں کے بازار میں موتی۔

۸۔ الاخفش الاکبر۔

۹۔ الاخفش الاوسط۔

۱۰۔ الاخفش الاوسط:

اس کی والدہ ایک لونڈی تھی۔ شاعر بھی تھا، کہتے ہیں کہ شیعہ تھا۔ اس کی ایک مشہور کتاب ملی ہے۔

۱۱۔ محمد بن الحبیب (ف ۲۴۵ھ)

۱۲۔ ابوعثمان المازنی ۲۳۰ھ: یہ المبرد کے استاد تھے۔

۱۳۔ المبرد۔ ف ۲۸۵ھ۔

بقیہ بصری مکتب فکر کے نحوی۔!

۱۔ النضر بن حمید:

ف ۲۰۳ھ۔ یہ مرو میں پیدا ہوا، عرصہ تک بادیہ میں رہا۔ اپنے وطن میں مامون کی طرف سے قاضی بھی

مقرر ہؤا تھا۔

۲۔ الاصمعی:

ف ۲۱۵ھ ۔ ابوعبیدہ اور اصمعی میں نوک جھونک چلتی رہی ۔ یہ بڑا حاضر جواب تھا۔ کئی بار مناظرہ ہؤا۔ اس کی یادداشت بہت عمدہ تھی ۔ بہت بڑا راوی تھا۔ اس کی کتاب " الاصمعیات " ہے ۔ اس کے علاوہ "کتاب الاضداد" ہے ۔ یہ قرآن کی تفسیر کے بارے میں بہت محتاط ہے ۔ اس کا نام" ابوسعید عبدالملک بن الباہلی" ہے ۔

۳ ۔ الاخفش الاکبر ف ۱۷۷ھ الاوسط ۲۲۱ھ الاصغر بالثالث:

خفاش چمگادڑ کو کہتے ہیں ۔ اس کی آنکھیں چمگادڑ جیسی تھیں ۔ اس کے برعکس الجاحظ موٹی آنکھوں والوں کو کہتے ہیں ۔

۴ ۔ المبرد:

ف ۲۸۳ھ ۔ ابوالعباس محمد بن یزید الازدی الثمالی ۔ ابوعثمان المازنی کے شاگردوں میں سے تھا ۔ مبرد اور ثعلب کا آپس میں مناظرہ رہتا تھا ۔ ثعلب عالم تھا اور مبرد خطیب ۔ مبرد کہلانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس کے استاد ابوحاتم السجستانی نے اس سے سوال کیا ۔ مبرد نے اچھا جواب دیا ۔ اس نے کہا : " انت مبرد " (تو اچھی گفتگو کرنے والا ہے) اس نے ۷۵ سال عمر پائی ۔ اس کی مشہور ترین کتاب "کتاب الکامل" ہے جس میں اس نے اپنے خطبات جمع کئے ہیں اور مختلف فرقوں کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچائی ہیں ۔ یہ اطلاعات اس کے شاگردوں نے جمع کیں ۔ اس کے علاوہ نحو میں "کتاب النحاۃ البصریین" کا بھی مصنف ہے ۔

کوفی مکتبِ فکر کے نحوی

کوفہ میں عجمی لوگ زیادہ آباد تھے ۔ بعد میں عجمی دربارِ عباسی میں رسائی حاصل کر گئے ۔ عباسیہ حکومت نے ان کی داد دی ۔ اس لئے ان کی شہرت بڑھ گئی اور بصری کا مکتبِ فکر ماند پڑ گیا ۔ کوفی مکتبِ فکر سے سوائے ثعلب کے کوئی بلند پایہ عالم پیدا نہ ہو سکا ۔ بصری سماع پہ زور دیتے تھے اور کوفی قیاس پر تاکہ قاضی، مفسر اور فقہاء پیدا کئے جائیں ۔

ا ۔ الکسائی:

ابوالحسن علی بن حمزہ الکسائی کے لقب سے مشہور ہوئے ۔ ایرانی نسل کوفیوں کے امام تھے ۔ کوفہ میں پرورش پائی ۔ آپ نے قرآن پڑھا تو خلیل کے پاس گئے ۔ اس نے دیکھا کہ طالب علم ذہین ہے ۔ کہا کہ بادیہ چلے جاؤ اور

لغت فصیحہ سیکھو۔ رے کے مقام پہ اس کی وفات ہوئی۔ قاضی محمد بن حسن اور الکسائی رَے کے مقام پر ایک ہی دن وفات پا گئے تو رشید نے کہا:

"دفنت النحو والفقہ فی یوم واحد"

مامون اور امین کے اتالیق تھے۔ کوفہ و بغداد میں عربی دانی اور قرأت کی امامت کسائی پر آکر ختم ہو گئی۔ ان دونوں علوم پر ۳۰ کتابیں لکھیں۔ کتاب النحو، کتاب النوادر، رسالۃ فی اللحن العامۃ۔ امام ابو یوسف سے آپ کا مناظرہ بھی ہوا تھا۔

۲۔ المفضل بن محمد الضبی:

ف ۱۷۰ھ۔ کوفہ میں پیدا ہوا۔ خلیفہ مہدی کا دربان اور ندیم تھا۔ اس نے ایک کتاب "المفضلیات" لکھی جس میں زمانہ جاہلیت کا کلام روایت کے اعتبار سے جمع تھا۔ اور علماء کا قول ہے کہ مفضل کی روایت سب سے ثقہ ہے۔ کیونکہ اس نے یہ کتاب خلیفہ کے لئے لکھی تھی اسی لئے روایت کی صحت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۳۔ ابن الاعرابی:

محمد بن زیاد ابن الاعرابی کوفہ میں پیدا ہوا۔ ۲۳۰ھ میں وفات ہوئی۔ اپنے استاد مفضل سے بہت کچھ سیکھا۔ بعض کی رائے ہے کہ اس کا باپ سندھی تھا۔ ابن زیاد بہت بڑا عالم اور فاضل شخص تھا۔ اس کی کتاب اسماء خیل العرب ہم تک پہنچی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب النوادر بھی ہم تک پہنچی ہے۔

۴۔ ابن السکیت:

(ف ۲۴۳ھ) یعقوب بن اسحاق نام۔ ان کے والد دورق میں بچوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ وہیں پیدا ہوئے۔ خوش طبع اور گمنام تھے۔ بڑوں سے علم حاصل کیا۔ خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے معتز کا اتالیق مقرر کیا۔ حبِ علی کا شائبہ ہونے کی بنا پر خلیفہ متوکل نے ترک غلاموں کی مدد سے انہیں مروا دیا۔ ان کی کتابوں میں اصلاح المنطق کئی بار چھپ چکی ہے۔ یہ بھی لغت اور نحو کی کتاب ہے۔ ایک اور کتاب "کتاب الالفاظ" ہے۔ علاوہ ازیں کئی چھوٹے رسالے ہیں جیسے کتاب المؤنث، کتاب الاصوات وغیرہ۔

۵۔ ثعلب:

(ف ۲۹۱ھ) ابو العباس احمد بن یحیٰ ثعلب بنو شیبان کے موالی میں سے تھے۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے، بصرہ میں تعلیم حاصل کی۔ لیکن پھر کوفہ اور پھر بغداد میں سکونت پذیر ہوئے۔ المبرّد کے ساتھ اکثر علمی مقابلہ رہتا۔ آخری عمر میں بہرے ہو گئے تھے۔ بغداد میں وفات ہوئی۔ "الفصیح" ان کی کتاب ہے جس کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ دوسری کتاب کا نام قواعد الشعر ہے۔

الفراء:

(۱۴۴ھ تا ۲۰۷ھ) ابو زکریا یحییٰ بن زیاد کوفہ میں پیدا ہوئے۔ کسائی سے فیض حاصل کیا۔ علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔ استدلال اور تعلیل میں کمال حاصل کیا۔ ابوبکر الزبیدی لکھتا ہے کہ اگر بغداد و کوفہ کے عربی دانوں میں فراء اور کسائی کے علاوہ کوئی اور عربی دان نہ بھی ہوتا تو بھی ان کو تمام دنیا پر برتری حاصل کرنے کیلئے کافی تھا۔ جب اسکی شہرت ہوئی تو کسائی اسے اپنی وفات پر اپنی مسند پر بٹھا گیا۔ جب مامون کو خلافت ملی تو یہ دربار میں پہنچ گیا اور بڑا رتبہ پایا۔ اس کی تصانیف میں کتاب الحدود اور کتاب المعانی قابلِ ذکر ہیں۔ یہ مامون الرشید کے لڑکوں کا اتالیق بھی رہا۔

۷۔ ابن الحاجب:

(ف ۶۴۶ھ) ابوبکر عثمان بن عمرو نام تھا، مصر میں پیدا ہوا۔ مالکی طریق پر تعلیم حاصل کی۔ جامع دمشق میں پڑھاتا رہا۔ کافیہ اور شافیہ مشہور تصانیف ہیں اور فنِ عروض و قوافی پر "کتاب المقصد الجلیل فی علم الانجیل" لکھی۔

۸۔ نفطویہ:

(ف ۳۲۳ھ) ابراہیم بن محمد نفطویہ ثعلب کا شاگرد تھا۔ اس کا مسلک یہ تھا کہ دونوں مکاتب کے عمدہ اصول اپنا لیے جائیں کہ ایک نئے مکتبِ فکر بغدادی کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ بغداد دارالخلافہ تھا۔ عباسی خلفاء نے انکی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں۔ بغدادی مکتبِ فکر دراصل کوفہ و بصرہ کے اچھے اچھے اصولوں کے امتزاج کا نام ہے۔

نحو کے مکاتبِ فکر میں اختلاف

احمد حسن زیات کے علاوہ بھی اس بارے میں کثرت سے لکھا گیا ہے۔ کمال الدین الانباری ف ۵۷۷ھ نے الانصاف فی مسائل الخلاف اور ابوالعباد نے التبیین فی مسائل اللغات بین البصریین والکوفیین لکھی ــــ بصری والے صرف بصورتِ مجبوری قیاس کی اجازت دیتے تھے اور روایات کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور صرف خالص فصیح عربوں ہی کو سند جانتے تھے۔ اس قسم کے عربوں کی بصری اور اس کے مضافات میں کثرت تھی۔ کوفی نبطیوں اور اہل سواد کے اختلاط سے بیشتر مسائل میں قیاس آرائیوں سے کام لیتے تھے۔ جہاں کوئی بات نہ بنتی تو کہہ دیتے کہ یہ بات قیاس کے خلاف ہے۔ بصرہ کے لوگ اصول بنانے تھے اور اصول کیلئے ان کے پاس سوائے عربوں کی زبان کے اور کچھ نہ تھا۔ کیونکہ یہ صحیح زبان بولنے والے تھے۔ کوفیوں نے عربی اکتساباً حاصل کی تھی لیکن بصریوں کو ورثے میں ملی تھی۔ چنانچہ کوفی ان عرب دیہاتیوں کو بھی قابلِ سند سمجھتے تھے جن کی فصاحت کو اہل بصری

نہ مانتے تھے۔ مختصر یہ کہ بصرہ کے علماء نہایت درجہ کے وسیع العلم اور روایت کے اعتبار سے نہایت مستند تھے لیکن چونکہ کوفی عباسیوں کے زیرِ سایہ اور بنو ہاشم کے حمایتی تھے اور اس لئے بھی کہ کوفہ بغداد سے قریب تر تھا۔ عباسیوں نے کوفہ کو ترجیح دی اور کوفیوں کا مذہب بغداد میں پہنچ گیا اور پھیل گیا۔ اگر یہ سیاسی سرپرستی نہ ہوتی تو نہ کوفیوں کا نشان ہوتا نہ ان کی بات یا قول نقل کیا جاتا۔ عہدِ عباسیہ میں علم نحو، بصرہ اور کوفہ میں زیادہ تر مساجد میں پڑھایا جاتا تھا۔ بصرہ کے علماء نحو کوفہ کے علماء کے مقابلہ میں فائق تھے اور کوفہ کے لوگ شعر و تصوف میں بصرہ والوں سے بڑھ گئے تھے۔

<u>اختلافاتِ کوفہ و بصرہ کی چند مثالیں:</u>

۱۔ کوفہ والے کہتے تھے کہ لفظ شیطان شطن (باندھنا) سے نکلا ہے یعنی ایک ایسی چیز جسے عقل سے باندھا جائے۔ بصرہ والے کہتے تھے کہ یہ شاط، یشیط، شیطاً (کسی چیز کو اتنا جلانا کہ اس سے دھواں نکلے) سے نکلا ہے۔

۲۔ "قل اؤنبئکم بخیر للذین اتقوا عند ربهم جنات تجری" بصری کہتے تھے کہ اس میں "جنات" مبتدا ہے۔ کوفی کہتے ہیں کہ "جنات" خبر ہے اور خبر لام کی ہے۔ بصریوں کے نزدیک "جنات" مبتدا ہے اور "للذین اتقوا" خبر ہے۔

۳۔ مبتدا: بصری کہتے ہیں کہ مبتدا اس لئے مرفوع ہے کہ اس سے آغاز کیا جاتا ہے اور شروع میں آتا ہے۔ کوفی کہتے ہیں کہ مبتدا کو اس کی خبر نے رفع دی ہے۔

۴۔ بصری کہتے ہیں کہ نِعْمَ، بِئْسَ فعل ہیں اور مبنی ہیں۔ کوفیوں کے نزدیک یہ اسم ہیں۔

۵۔ بصریوں کے نزدیک "لیس" کی خبر مقدم ہو سکتی ہے لیکن کوفیوں کے ہاں وہ جائز نہیں۔

۶۔ استثناء کو بصریوں کے ہاں آغازِ کلام میں مقدم نہیں لایا جا سکتا البتہ کوفیوں کے ہاں لایا جا سکتا ہے۔

۷۔ بصری فعل امر کو مبنی قرار دیتے ہیں۔ کوفی فعل امر کو معرب قرار دیتے ہیں۔

۸۔ "فبما رحمۃ من اللہ" میں "ما" بصریوں کے نزدیک قائم مقام شے ہے اور کوفیوں کے نزدیک "ما" صلہ ہے بمعنی تاکید۔

۹۔ سورۂ آلِ عمران میں "للذین اتقوا" یہاں "ل" کے بعد کی عبارت بصریوں کے ہاں مبتدا ہے۔ کوفیوں کے ہاں یہ لام کی خبر ہے۔

<u>تیسرا مکتبِ فکر:</u>

یہ دونوں مکاتب چوتھی صدی کے وسط تک قائم رہے اور نہ صرف یہ بلکہ اپنے شباب کو پہنچ گئے۔ پھر بصرہ اور کوفہ مرکز فساد ہو جانے سے ویران ہو گئے اور علماء ترکِ وطن کر کے بغداد چلے گئے اور بغداد میں

کا سکول قائم ہوا۔ جو ان دونوں مذاہب نحو کا آمیزہ تھا۔ ان دنوں بغداد علوم و فنون کا گہوارہ تھا۔ یہاں پر بصرہ کے مشہور نحوی ابن قتیبہ مستقل آباد ہو گئے۔ وہ اپنی وفات تک درس دیتے رہے۔ ان کے علاوہ المبرد بصری اور ثعلب کوفی بھی یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ نتیجۃً ان سے استفادہ کے بعد ایسی پود تیار ہوئی جس نے دونوں کے اصول و قواعد نحو جمع کر کے بغدادی مکتب فکر کی بنا ڈالی۔ اب اس فن میں کوئی نیا اضافہ نہ ہوا بلکہ سیبویہ کی کتابوں کی شرحیں لکھی گئیں یا بعض رسائل کے حواشی ——— ابن خالویہ اس دور کا مشہور نحوی ہے۔ اس کا "رسالۃ فی الاعراب" مشہور ہے۔

عباسیوں کے آخری عہد میں جو ۴۴۷ھ میں سلاجقہ کے بغداد میں داخلے سے شروع ہو کر ۶۵۶ھ میں ختم ہو جاتا ہے، لغت و نحو میں بعض گرانقدر اضافے ہوئے۔ اس عہد کے مشہور نحوی زمخشری اور ابن الحاجب ہیں۔ زمخشری کی المفصل فی النحو خاص شہرت رکھتی ہے۔ ابن الحاجب نے نحو میں الکافیہ والشافیہ لکھیں۔ اس کے علاوہ "الامانی" جیسی گرانقدر کتاب بھی اسی دور کی یادگار ہے۔ اس دور میں علم نے بہت وسعت اختیار کر لی۔ اور یہ بہت پھیل گیا۔ متاخرین نے بعد میں اس کے طول کو مختصر کیا۔ اور صرف اصول و مبادیات پر اکتفا کیا۔ جیسے "تسہیل" میں ابن مالک نے اور المفصل میں زمخشری نے کیا ہے۔ بایں ہمہ اس علم کی مذمت کرنے کیلئے فلاسفہ اور علمائے نحو کی ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی تھی جس نے جھگڑوں کا دروازہ کھول دیا تھا، مردہ الفاظ کو زندہ کیا، صحیح اور شاذ کو خلط ملط کیا۔ ایسے لایعنی اسباب و علل کو فضول انداز سے اور ڈھیلے اقوال کو نحو میں جگہ دی گئی کہ جس کے بعد ہر غلطی کرنے والے کو کوئی نہ کوئی جواز اور ہر مدعی کو اپنے زعم باطل کیلئے کوئی نہ کوئی سند مل جاتی تھی۔

بغدادی مکتب فکر کے نحوی

۱۔ ابن قتیبہ :

(ف ۲۱۳ھ) اس کا باپ ترکی تھا۔ یہ دینور کا قاضی تھا، نحوی تھا، نحو پر براہ راست کچھ نہیں لکھا۔ مگر مشکل القرآن، غریب القرآن اور عیون الاخبار میں نحو کے نکات دئیے ہیں۔

۲۔ ابو العباس فہشلی :

یہ لغت کا بڑا مشہور عالم تھا۔ شاعر بھی تھا۔ حضورؐ کی مدح کی۔ اس کی دوسری کتاب تفصیل الشعر ہے۔ اس میں کوفیوں اور بصریوں کے اختلافات پر روشنی ڈالی ہے یہ کتاب ناپید ہے لیکن اس کے اقتباسات دوسری کتابوں میں ملتے ہیں۔

ابن خالویہ:

(ف ۳۷۰ھ) ہمدان میں پیدا ہوا - ۳۱۴ھ میں بغداد میں آیا - یہیں سکونت اختیار کی - حلب میں وفات پائی اس کی ایک کتاب "کتاب الحجۃ" ہے - اس میں مختلف قراٗتوں اور نحوی تاویلات کا ذکر ہے -

ابن الجنّی:

موصل میں پیدا ہوا - رومی النسل تھا - پورا نام ابوالفتح عثمان بن جنی ہے - نحو کے بارے میں اس کی کتاب "کتاب الخصائص فی النحو" بہت مشہور ہے -

ابو ہلال حسن بن عبداللہ العسکری:

(ف ۳۹۵ھ) اس کی کتاب "الصناعتین" اور "معرفۃ الفروق فی اللغۃ والنحو" ہے -

ابن درید:

بصرہ کا رہنے والا تھا - بعد میں بغداد آگیا اور بغداد ہی مشہور ہوگیا - وہ مشہور لغوی تھا - لیکن نحویوں میں بھی اس کا شمار ہوتا ہے - چوتھی صدی کے آخر تک بصری نحوی انہی کی رائے پر قائم رہے تھے - اس کے بعد بصریوں کا عروج ختم ہوگیا -

نحو کی بہترین کتاب زمخشری نے "المفصل" لکھی - اس کے علاوہ چند ایک فنی تفاسیر لکھی گئیں - ایک دور ایسا آیا کہ لوگوں نے نحویوں کے شواہد جمع کرنے شروع کر دیئے - انہی کتابوں میں ابنِ ہشام کی "المغنی" شامل ہے - نفطویہ نے کوفہ اور بصرہ کے باہم اختلاف کا ایک نیا دروازہ کھول کر بند کر دیا کہ جو مسئلہ جہاں اچھا نظر آئے وہ لے لیا جائے -

---